ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا

ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيء

خطوط ! جواب شیعہ و رد نسخ

جو

مولانا حکیم الامتہ مولوی حکیم نور الدین صاحب نے سنہ ۱۸۸۶ء میں ایک شیعہ کو اور ایک کسی اور دوست کو لکھے تھے ۔

تعداد اشاعت ۷۰۰

تاریخ اشاعت ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء

مطبع انوار احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

قیمت ۲ /

جواب خط متضمن مسئلہ ناسخ و منسوخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

العائذ باللہ ابو اُسامہ اپنے عزیز نجم الدین کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد لکھتا ہے۔ تمہارے تاکیدی خط بدریافت مسئلہ نسخ مکرر پہونچے۔ میرا منشاء تہا کہ اس مسئلہ میں مفصل رسالہ لکھوں۔ الا فی الحال کئی موانع درپیش ہیں۔ آپ چندروز اور انتظار فرمائے۔ اگر زندگی باقی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ تفصیل آپکی نگاہ سے گذرے گی۔ اسوقت خط میں ضروری باتوں پر اکتفا کرتا ہوں مجھے حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ میری یہ چند باتیں آپکو اور ناظرین اور سامعین کو بہی مفید ہونگی۔

فانی فی مقام النصح ولہ لا اکون والدین النصح وانما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی۔ میرے دل میں جوش زن ہے جہاں تک آپ سے ہو سکے یہ خط احباب کو دکھلائیے۔ کیونکہ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

میرے عزیز اب میں اس مضمون کو چند فقروں میں بیان کرتا ہوں

فقرہ اول۔ نسخ کے معنے۔ نسخ لغت میں ایک چیز کے باطل کردینے اور دور کردینے اور اس کے بدلہ اور چیز کو رکھ دینے کے ہیں۔ اور نقل اور تحویل اور تغییر کے معنوں میں بہی آیا ہے۔ قاموس میں لکھا ہے۔ نسخہ کمنعہ ازالہ

وغیرہ وابطلہ واقام شیئاً مقامہ والشئ نسخہ والکتاب کتبہ (قاموس)

النسخ ابطال شئ واقامۃ غیرہ مقامہ نسخت الشمس الظل وہو معنی ماننسخ (مجمع البحار)

والنسخ النقل کنقل کتاب من آخر والثانی الابطال والازالہ وہو المقصود ہٰہُنا (ابوسعود)

النسخ فی اللغۃ الابطال والازالۃ ویراد بہ النقل والتحویل والاکثر علی انہ حقیقۃ فی الازالۃ مجاز فی النقل (حصول)

النسخ الاول النقل والتحویل والثانی الرفع والازالۃ (مظہری)

فقرہ دوم ۔ فقرہ اول میں معلوم ہوچکا کہ نسخ کے معنے ابطال اور تغیر اور نقل کے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آیۃ ماننسخ میں ابطال کے ہی معنے مطلوب ہیں جیسے ابوسعود ۔ مجمع البحار ۔ ... سے ظاہر ہے اور علاوہ بریں جب ہم ناسخ اور منسوخ کا ذکر کرتے ہیں تو نقل والے معنے ضرور نہیں لیے جاتے ۔ کیونکہ اس صورت میں سارا قرآن منسوخ ہے اور تغیر کے معنے بھی مراد نہیں کیونکہ مطلق کی تقیید اور عام کی تخصیص اور ایزاد شروط اور اوصاف کو اگر نسخ کہیں تو قرآن کی منسوخ آئتیں سیکڑوں کیا ہزاروں ہوجاتی ہیں ۔ تخصیص اور نسخ اور تقیید اور نسخ کا تفرقہ ثابت ہے ۔ وسنثبت انشاء اللہ تعالیٰ ۔ یاد رکھو کہ ابطال ہی کے معنے میں نسخ کا لفظ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے ۔ والقرآن یفسر بعضہ بعض قال اللہ تعالیٰ ۔ الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان الخ ای یزیلہ ویبطلہ اور یاد رکھو کہ نسخ کے حقیقی معنے ابطال اور ازالہ کے ہیں ۔ حقیقی معنے کو بدون ضرورۃ چھوڑنا مناسب نہیں اور ان معنے کے لحاظ سے قرآن میں کوئی آیت منسوخ موجود نہیں ہے ۔ یاد رہے کہ میں مطلق نسخ کے وقوع کا منکر نہیں ہوں ۔

فقرہ سوم۔ جن آیات کو لوگوں نے منسوخ مانا ہے اُن کے معنے کرنے میں نسخ کے ماننے والوں نے ابطال کے معنے میں ضرور تساہل کیا ہے۔ مجھے ایک زمانہ میں اس مسئلہ کی جستجو تھی اُس وقت ایک رسالہ ایسا ملا جس میں پانچ سو آیتوں سے زیادہ منسوخہ آیات کا بیان تھا۔ میں اُسے سوچتا اور مصنف کی لاپروائی پر تعجب کرتا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد سیوطی کی اتقان دیکھی۔ تو ایسی خوشی ہوئی جیسے بادشاہ کو ملک لینے کی۔ یا عالم کو عمدہ کتاب ملنے کی یا قوم کے خیرخواہ کو کامیابی کی ہوتی ہے۔ مجھکو امام سیوطی کی ذکر کردہ آیات میں بھی تردد تھا۔ الا چھوٹا منہ بڑی بات پر خیال کرکے خاموش رہا پھر چند دنوں بعد فوز الکبیر فی اصول التفسیر راحت بخش دل مضطر ہوئے اس میں مصنف علامہ نے صرف پانچ آئتیں منسوخ مانی ہیں۔ میں نے ان پانچ مقام کی تحقیق تفاسیر سے کی تو اُن پانچ مقامات کا منسوخ ماننا نفس الامر کے مطابق نہ پایا۔

فقرہ چہارم۔ عزیز من ایمان اور انصاف کا مقتضیٰ ہے اگر ہم دو احکام شرعیہ کو متعارض دیکھیں تو بحکم لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا کے ہم ضرور یقین کریں کہ یہ تعارض ہمارے فہم کی غلطی ہے۔ اگر تطبیق دو آیتوں یا حدیثوں کی ہمیں نہیں آئی تو اللہ کے ہزاروں ایسے بندے ہونگے جو تطبیق دے سکتے ہونگے ہم بڑے نادان ہیں اگر اپنی کمزوریوں کو نہیں سمجھتے۔ بڑی غلطی پر ہیں اگر اس فیض الٰہی کے منتظر نہ رہیں۔ جس کے ذریعہ تطبیق حاصل ہو۔ بڑی ناامیدی ہے اگر قبض کی حالت میں بسط کا انتظار نہ ہو۔ صاف دھوکہ ہے اگر فوق کل ذی علم علیم ہمیں بھول جائے۔

فقرہ پنجم۔ فوز الکبیر میں لکھا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی در کتاب اتقان بعد از آں کہ از بعض علماء آنچہ مذکور شد بہ بسط لایق تقریر نمود و آنچہ برائے متاخرین منسوخ است بروفق ابن العربی محرر کردہ قریب بست آیت شمردہ۔ فقیر را در اکثر

آں بست آیۃ نظراست فلنورد کلامہ مع التعقب۔ فمن البقرۃ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترك خیراً ن الوصیۃ للوالدین والاقربین الآیۃ منسوخۃ قیل بایۃ مواریث وقیل لحدیث لاوصیۃ لوارث وقیل بالاجماع حکاہ ابن العربی۔

اس پر مولف علامہ کہتا ہے کہ یہ آیتہ ۔۔ آیتہ یوصیکم اللہ سے منسوخ ہے اور لاوصیتہ لوارث کی حدیث اس نسخ کو ظاہر کرتی ہے۔

فقیر کہتا ہے یہ آیت منسوخ نہیں۔کیونکہ کُتبَ آہ کے معنے ہیں لکھی گئی تم پر جب آجاوے ایک کو تم میں سے موت۔اگر چھوڑے مال الوصیت ماں باپ اور نزدیکیوں کے لئے اور ظاہر ہے کہ جب موت حاضر ہوگئی تو آدمی مرگیا ان ترک کا لفظ وجود موت پر قرینہ ہے اس آیتہ شریفہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مال چھوڑ مرے تو اس کے حق میں کوئی وصیت لکھی گئی ہے۔جب ہم نے قرآن کریم میں جستجو کی تو اس میں پایا یوصیکم اللہ فی اولادکم آہ معلوم ہوا کہ والدین اور رشتہ داروں کے حق میں یہ وصیت الہیہ لکھی ہوئی ہے والقرآن یفسر بعضہ بعضا اور اسی وصیت پر عمل کا کتب علیکم والی آیت میں حکم ہے۔پس یہ آیت کتب علیکم اور آیتہ یوصیکم اللہ آپسمیں متعارض نہوئیں بلکہ ایک دوسرے کی مصدقہ ٹھہریں اور لاوصیتہ لوارث والی حدیثہ ہی معارض نہ رہی کیونکہ بلحاظ حدیث یہ حکم ہے کہ یوصیکم اللہ میں وارثوں کے حقوق مقرر ہو چکے ہیں اور شارع نے اُن کے حصص بیان کردئے ہیں۔ اب وارث کے لئے وصیت نہیں رہی۔ہاں وارثوں کے سواء اور لوگوں کے حق میں وصیت ہو تو ممنوع نہیں۔آگے کی آیت میں حکم ہے جس نے بدلا وصیت کو سننے کے بعد ضرور اس کا گناہ بدلنے والوں پر ہوا اور اللہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(کیوں نہ ہو خدائی وصیت کا بدلنا مسلمان کا کام نہیں۔) اور آیت **فمن خاف من موص جنفا** کا ترجمہ ہے جس کو ڈر ہو کہ کسی موصی نے کجی کی یا گناہ کیا پس اس نے سنوار دیا تو اسے گناہ نہیں تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ظاہر ہے جس موصی نے خدائی وصیت کے خلاف کیا اس نے بیشک کجی کی اس کے سنوارنے والے کو کوئی گناہ نہیں اور ہو سکتا ہے کہ موصی سے وہ وصیت والا مراد ہو جس نے ثلث سے زیادہ وصیت کی یا ثلث میں یا ثلث کے اندر کسی برے کام پر اور بری طرز پر روپیہ لگا دینے کی وصیت کی اور آیات **یوصیکم** میں **من بعد وصیة** بدون تقید مذکور ہے اس لئے یہاں بتا دیا کہ کجی اور بدی کی سنوار معاف ہے اس سنوارنے پر کوئی جرم نہیں اگر اس نے اس موصی کی وصیت میں اصلاح کی اور اس میں ایما ہے کہ اصلاح کے وقت غلطی بھی ہو جاتی ہے الا انکی معافی ہے

دوسری وجہ آیت کے منسوخ نہونے کی **الوالدین** اور **الاقربین** یہاں معرف باللام ہیں۔ پس کہتے ہیں کہ یہاں خاص والدین اور اقارب کا ذکر ہے اور چونکہ آیت **یوصیکم اللہ** میں اکثر وارثوں کے حق بیان ہو چکے ہیں اور حدیث **لا وصیة لوارث** میں وارثین کے حق میں وصیت کرنے کی ممانعت آچکی ہے اس لئے **الوالدین** اور **الاقربین** سے وہ ماں باپ اور رشتہ دار مراد ہیں جو وارث نہیں۔ مثلاً کسی شخص کے ماں باپ غلام ہوں یا مورث کے قاتل ہوں یا کافر ہوں اور ایسے وہ اقارب ہوں جو محروم الارث ہوں پس آیت مخصوص البعض ہے۔ اگر یہ تردد ہو کہ یہ وصیت اکثر اہل اسلام میں فرض نہیں اور یہاں کُتِبَ کا لفظ فرضیت ظاہر کرتا ہے تو اس کا ازالہ یہ ہے کہ اول تو بالمعروف کا لفظ ندب کے لئے ہے۔ دوم ابن عباس۔ حسن بصری

مسروق طاؤس۔ مسلم بن یسار۔ علا بن زیاد کے نزدیک اس وصیۃ کا وجوب ثابت ہے۔ اور پہلے معنے ہی کافی مانلو۔

دوسری آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ۔ قیل منسوخۃ بقولہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ وقیل محکمۃ ولا مقدرۃ قلت عندی وجہ اٰخر وھوان المعنی وعلی الذین یطیقون الطعام فدیۃ ھی طعام مسکین فاضمر قبل الذکر لانہ متقدمۃ رتبتہ وذکر الضمیر لان المراد من الفدیۃ ھوالطعام والمراد منہ صدقۃ الفطر۔ ولی اللہ ۱۲

عقب اللہ تعالی الامر بالصیام فی ھذہ الاٰیۃ بصدقۃ الفطر کما عقب الاٰیۃ الثانیۃ بتکبیرات العید۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کسی نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ آیت فمن شھد کے ساتھہ اور کسی نے کہا منسوخ نہیں اور لا مقدر ہے۔ یاد رہے کبیر میں لکھا ہے (الوسع اسم لمن کان قادرعلی الشی علی وجہ السہولۃ والطاقۃ فھو اسم لمن کان قادراعلی الشیئ مع الشدۃ والمشقۃ) پس لا کا مقدر کہنا نہ پڑا۔ یا اس کے معنے ہیں جو لوگ طعام دینے کی طاقت رکھتے ہیں فطرانہ میں ایک مسکین کا کہانا دیدیں۔

فقیر کہتا ہے۔ لا مقدر کرنے کی حاجت اس لئے ہی نہیں کہ باب افعال کا ہمزہ سلب کے واسطے ہی آتا ہے۔ دیکہو مفلس کے معنے فلوس والا نہیں بلکہ یہ ہیں جس کے پاس فلوس نہو پس یہاں یطیقون الخ کے معنے ہوئے جسمیں طاقت نہو روزہ کی وہ روزہ کے بدلے کہانا کہلاوے جیسے بوڑہا مرد یا بوڑہی عورت اور اس آیت کا منسوخ نہونا روایت کیا ہے بخاری نے عباس سے اور حافظ ابو نصر بن مردویہ نے عطا سے۔

تیسری آیت ۔کما کتب علی الذین الخ منسوخ بقولہ تعالیٰ ۔اُحل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم اور دلیل میں لکھا ہے کہ موافقت کا مقتضی تھا کہ اہل کتاب کی طرح عورت سے صحبت کرنا اور کھانا نیند کے بعد حرام ہوتا فوز الکبیر والے فرماتے ہیں یہ تشبیہ نفس وجوب میں ہے پس آیت منسوخ نہوئی اور سچ ہے تشبیہ میں کل وجوہ کی مساوات نہیں ہوا کرتی نیز وہ علمہ قرانیین مجوزین

چوتھی آیت ۔ یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ الخ منسوخ ہے قاتلوا المشرکین کافۃ کے ساتھ ۔ فوز الکبیر میں ہے یہ آیت تحریم قتال پر دلالت نہیں کرتی بلکہ یہ آیت تو قتال کے مجوز ہے ۔ البتہ یہ آیت علت کو تسلیم کرکے مانع کا اظہار کرتی ہے ۔ پس یہ معنے ہوئے کہ اشھر حرم میں قتال بڑی سخت بات ہے لیکن فتنہ اس سے بھی بڑا ہے پس فتنہ کے مقابلہ میں قتال برا نہوگا ۔

پانچویں آیت ۔ والذین یتوفون منکم الی قولہ متاعا الی الحول الخ منسوخۃ بآیۃ اربع اشھر وعشرا والوصیۃ منسوخۃ بالمیراث والسکنی باقیۃ عند قوم منسوخۃ عند آخرین ۔ فوز الکبیر میں ہے کہ جمہور مفسرین اسے منسوخ کہتے ہیں ۔ پھر کہا ویمکن ان یقال یستحب او یجوز للمیت الوصیۃ ولایجب علی المرأۃ ان تسکن فی وصیتہ وعلیہ ابن عباس وھذا التوجیہ ظاہر من الآیۃ ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ظہور میں کچھ کلام نہیں ۔ مجاہد اور عطا سے مروی ہے کہ آیۃ منسوخ نہیں اور حسب اس وصیۃ کے سال بھر کامل اگر عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہنا چاہے انکو منع کرنا درست نہیں اور اگر چار مہینے دس دن کے بعد یا وضع حمل کے بعد نکلنا چاہے اور دوسری جگہ چلی جاوے تو مختار ہے ۔ اور یہی مذہب ہے ایک جماعت کا اور پسند کیا اس کو ابن تیمیہ رح نے ۔

چھٹی آیت ۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم

بہ اللہ منسوختہ بقولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ صاحب فوزالکبیر
فرماتے ہیں یہہ ما فی انفسکم عام مخصوص البعض ہے۔ لا یکلف اللہ کی
آیت شریف نے بیان کر دیا کہ ما فی انفسکم سے مراد سچا کینہ اور نفاق
ہے نہ وہ توہمات جو دل پر بے اختیار آجاتے ہیں کیونکہ طاقت سے باہر
باتوں کا حکم نہیں اور نہ انسان کو اس کی تکلیف بلکہ مادہ وصول مفتری یہیں حاجت تخصیص ہی نہیں

ساتویں آیت۔ اتقوا اللہ حق تقاتہ قیل منسوختہ بقولہ فاتقوا اللہ
ما استطعتم۔ وقیل لا بل محکمۃ۔ فوزالکبیر میں ہے حق تقاتہ کا حکم شرک اور
کفر اور اعتقادی مسائل میں ہے اور ما استطعتم کا حکم اعمال میں ہے مثلاً
جو کوئی وضو نکر سکے تیمم کر لے۔ جو کوئی کھڑا نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھ لے اور
یہ توجیہ سیاق آیت سے ظاہر ہے۔

آٹھویں آیت۔ والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبہم
قالوا منسوختہ بقولہ تعالیٰ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فوزالکبیر میں ہے
آیت کا ظاہر یہ ہے کہ میراث وارثوں کے لئے ہے۔ اور احسان و سلوک
مولی الموالاۃ کیواسطے۔ نسخ کوئی نہیں۔

نویں آیت۔ واذا حضر القسمۃ الخ۔ یہ آیت منسوخ ہے اور کہا گیا
منسوخ نہیں لوگوں نے سستی کی اسپر عمل کرنے میں ابن عباس نے کہا یہ
استحبابی حکم ہے سچ ہے بھلا اس کا فسخ کرنے والا کون ہے

دسویں آیت۔ واللاتی یاتین الفاحشۃ کہا گیا منسوخ ہے
آیت سورہ نور سے۔ فوزالکبیر میں ہے۔ یہ بالکل منسوخ نہیں بلکہ و
اللاتی الخ میں حکم ایک غایت کے انتظار کا ہے سورۂ نور میں اس
غایت کا بیان ہوا اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ وہ سبیل ہے

جس کا وعدہ دیا تہا پس نسخ ہوئی - یا فاحشہ کے معنی ہیں عام طور کی شرارتیں مراد ہیں بدون زناہ کے پس مطلب یہہ ہے کہ عورت کو عام طور پر بعض شرارتوں کے باعث گھر میں روکا جا سکتا ہے -

گیارہویں آیت - ولا الشہر الحرام الا اس مہینے میں اباحۃ قتال کے ساتہہ منسوخ ہے فوز الکبیر میں ہے قرآن اور سنت ثابتہ میں اس کا نسخ موجود نہیں -

بارہویں آیت - فان جاؤك فاحكم بينهم او اعرض عنهم منسوخ ہے وان احکم بینہم بما انزل اللہ کے ساتہہ - فوز الکبیر میں ہے کہ اس کے معنے ہیں کہ اگر تو حکم کرے اہل کتاب کے مقدمات میں تو ما انزل اللہ پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ جا - حاصل یہ ہوا کہ یا تو ہم اہل ذمہ کو چھوڑ دیں وہ اپنے مقدمات اپنے افسروں کے پاس لیجاویں اور وہ اپنی شریعت کے موافق فیصلہ کریں اگر ہمارے پاس آویں تو حسب شریعت خود فیصلہ کر دیں -

تیرہویں آیت - او اخران من غیرکم منسوخ ہے - واشہدوا ذوی عدل منکم کے ساتہہ فوز الکبیر میں ہے کہ امام احمد نے آیت کے ظاہر پر حکم دیا ہے اور اس آیت کے معنے اور لوگوں نے یہ کیئے ہیں - او اخران من غیرکم ای من غیر اقاربکم فیکونون من سائر المسلمین -

چودہویں آیت - ان یکن منکم عشرون صابرون الایۃ منسوخ بالآیۃ بعدھا میں کہتا ہوں ان دونوں آیتوں میں کوئی تعارض نہیں اول تو اسلئے کہ پہلی آیت شرطیہ جملہ ہے امر نہیں پس جو کوئی آیت ان یکن منکم کا مخاطب ہے اس وقت اس کے صابر دس گنے دشمنوں کو کافی تہے یعنی جو لوگ آلان

کیونکہ وقت نکلے اس مجموعہ کے صابر دو چند کے مقابلہ میں غالب ہو سکتے تھے۔ اگر یہ پچھلے وہی پہلے ہوں تو بھی مختلف اوقات میں انسانی حالت کی تبدیل کوئی تعجب انگیز نہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جنگ بدر پہلی جنگ ہے جس میں صحابہ کرام کو عمائد مکہ اور صنادید قریش سے مقابلہ کا اتفاق پڑا تو اس پہلی جنگ میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ آئندہ تو تم کو اگر تم صابر ہوئے تو دس کے ساتھ۔ بیس کو دو سو کے ساتھ۔ سو کو ہزار کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا اور اب تو اس پہلی بار میں اللہ نے تخفیف کی تمہارا مقابلہ اگر دو چند سے ہوا تو کامیاب رہو گے۔ الآن اور علم ان فیکم ضعفا صاف تفرقہ کی دلیل ہے۔

پندرہویں آیت۔ انفروا خفافا وثقالا الخ۔ منسوخہ بایۃ العذر وھو قولہ لیس علی الاعمی حرج و قولہ لیس علی الضعفاء فوز الکبیر میں کہا ہے خفافا کے معنے ہیں کہ نہایت تھوڑے جہاد کے سامان (جیسے ایک سواری ایک نوکر اور معمولی زادراہ) سے ہی لڑائی کرو۔ اور ثقالا کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے نوکر اور سواریاں اور زادراہ تمہارے پاس ہو۔

سولہویں آیت۔ الزانی لاینکح الا زانیۃ۔ منسوخہ بقولہ انکحوا الایامی منکم۔ فوز الکبیر میں ہے امام احمد ظاہر آیت پر حکم کرتے تھے۔ اور امام احمد کے سوا اور لوگوں نے کہا کہ کبیرہ کا مرتکب زانیہ ہی کا کفو ہے یا یہ کہ زانیہ کا نکاح پسند کرنا اچھی بات نہیں بلکہ آیت شریف میں حرم ذلک کا اشارہ زنا اور شرک کی طرف ہی پس نسخ نہوئی یا فانکحوا الایامی عام ہے اور عام کا ناسخ خاص کو کہنا اجماعی نہیں۔

سترویں آیت - یستاذ نکم الذین ملکت ایمانکم بعض اسے منسوخ کہتے ہیں اور بعض منسوخ نہیں کہتے مگر لوگوں نے اس پر عمل کرنے سُستی کی ہے - فوز الکبیر میں ہے ابن عباس کہتے تھے منسوخ نہیں اور یہی وجہ اعتماد کے لائق ہے -

اٹھارویں آیت - لایحل لک النساء من بعد الآیۃ منسوخہ بقولہ انا احللنا لک قلت یحتمل ان یکون الناسخ مقدما فی التلاوۃ و ھو الاظھر - میں کہتا ہوں بعد کا مضاف الیہ الاجناس التی مر ذکرھا فی قولہ انا احللنا الآیۃ - پس معنے آیت کے یہ ہوں گے کہ اے نبی تجھے حلال نہیں عورتیں ان چار قسم کے سوا (تری بی بیان اور مملوکہ اور بنات عم بنات عمات بنات خال بنات خالات جنہوں نے ہجرت کی اور وہ مومنہ جس نے اپنا آپ تجھے بخشدیا) اور ولا ان تبدل اس کی تاکید ہے -

انیسویں آیت - اذا ناجیتم الرسول فقدموا الآیۃ منسوخہ بالآیۃ بعدھا - میں کہتا ہوں اول تو یہ استحبابی حکم ہے اور اس استحباب کو مٹانے والی قرآن میں کوئی آیت نہیں - بلکہ شیخ ابن عربی نے فتوحات میں لکھا ہے کہ میں تو اگر حدیث سے مشورہ لیتا ہوں تو یہی چونکہ وہ کلمات نبویہ سے مشورہ ہے صدقہ دے لیتا ہوں - جزاہ اللہ

بیسویں آیت - فاتوا الذین ذھبت ازواجھم مثل ما انفقوا قیل منسوختہ بآیتہ الصیف وقیل بآیتہ اخری وقیل محکم - فوز الکبیر والے فرماتے ہیں ظاہر یہی ہے کہ آیتہ منسوخ نہیں یہ حکم الزمان ھدنۃ

اکیسویں آیت - قم اللیل الا قلیلا آخر سورۃ کے ساتھ منسوخ ہے اور بات یہ ہے کہ قیام اللیل ایک امر مسنون ہے - آیات شریفہ میں فرضیت

قطعی نہیں اور سنیت قیام اللیل کی بالاتفاق اب ہی موجود ہے۔

فقرہ ششم۔ ضعف اور قلت کے وقت صبر اور درگذر کا حکم قرآن شریف میں بہت جگہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ آئتیں آیت قتال سے منسوخ ہیں اور یہ بات صحیح نہیں بلکہ قتال کا حکم تاخیر میں رہا ہے۔ سیوطی نے کہا دیکھو باب ناسخ منسوخ اتقان میں۔

الثالث ما امر بہ بسبب ثم یزول السبب کالامر حین الضعف والقلة بالصبر والصفح ثم نسخ بایجاب القتال وھذا فی الحقیقة لیس نسخا بل ھو من قسم النسئ کما قال تعالے اوننسھا فالمنسی ھو الامر بالقتال الی ان یقوی المسلمون الی ان قال وبھذا یضعف ما لھج بہ کثیرون من ان الاٰیة فی ذلك منسوخة باٰیة السیف ولیس کذلك بل ھی من المنسأ بمعنی ان کل امر ورد یجب امتثالہ فی وقت ما فعلہ یقضی ذالك الحکم ثم ینتقل بانتقال تلك العلة الی کلم اٰخر ولیس بہ نسخ انما النسخ الازالة للحکم حتی لایجوز امتثالہ (یہ حتی لایجوز کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے خصوصاً الآن خفف اور اشفقتم وغیرہ میں)

فقرہ ہفتم۔ بعض صحابہ اور سلف سے تقیید اور تخصیص اور ابطال وغیرہ کو نسخ کہنا ثابت ہے الا اول تو ان کے اور ساتھ والوں نے نسخ کے ایسے عام معنے نہیں لئے دوم اگر نسخ تغییر کہتے تھے تو ان کے یہاں ایسے معنے کی نسخ قرآن میں آجاوے۔ اخبار سے ممنوع نہ تھی ہمارے صاحبان نسخ کے معنوں میں ان کا محاورہ لیتے ہیں اور پھر سنن ثابتہ سے قرآن کی

یہ نسخ تجویز نہیں کرتے عملدرآمد میں اس اصطلاحی نسخ کو نسخ بمعنے رفع الحکم کا مرتبہ دے رکھا ہے۔

فقرہ ہشتم۔ مانتسخ کا جملہ جملہ شرطیہ ہے اور شرط کا وجود ضرور نہیں ہوتا۔ دیکھو ان کان للرحمٰن ولد والی آیت پس آیت ماننسخ سے مطلق نسخ کا وقوع ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں آیات منسوخہ کا موجود ہونا اس سے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو میں مطلق وقوع نسخ کا انکار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہوں کہ قرآن اور صحیحین اور ترمذی میں بالاتفاق منسوخ کوئی حکم نہیں (ترمذی میں جمع صلواتین ظہرین ومغربین اور قتل شارب کی حدیث بھی منسوخ نہیں تفصیل اس کی دراسات وغیرہ میں موجود ہے)

فقرہ نہم۔ میں نے بہت ایسے لوگ دیکھے جن کا یہ ڈھنگ ہے کہ جب دو بظاہر متعارض حکموں کو دیکھا اور تطبیق نہ آئی لا اعلم کہنے سے شرم کھا کر ایک میں نسخ کا دعوی کر دیا۔ یا جب کوئی نص اپنے فتوے کے خلاف سنی اول تو لگے اس میں توجیہات جمانے جب یہ کوشش کارگر نہوئی جھٹ دعوی کر دیا کہ ان میں سے فلان حکم اجماع کے خلاف ہے جب اجماع کی غلطی معلوم ہوئی تو اجماع کو مقید کر دیا اور کہدیا کہ یہ اجماع اکثر کے اعتبار سے ہے۔ جب اس کو بھی کسی نے خلاف ثابت کیا تو نسخ کا دعوی کر دیا۔ حالانکہ بظاہر متعارض حکموں میں ایک کو عزیمت پر محمول کر لینے اور ایک کو رخصت پر یا انکے اختلاف کو اختلاف انواع سمجھنے پر محمول کرنے اور اباحت اصلیہ کو عارضی حرمت پر ترجیح کا موجب جان لینے اور شریعت کو اسباب اور موانع کا مبین مان لینے سے قریباً کل تعارض دفع ہو سکتے ہیں یہ عجیب قاعدہ تفصیل طلب ہے۔ الا اس خط میں گنجایش نہیں چند مثالیں سن رکھو۔

مس ذکر سے وضو کرنا۔ یا عدم انزال میں غسل کر لینا ایسا ہی ایک مومن صابر کا دس کفار کا مقابلہ کرنا اور رسول سے گوشہ کرنے میں صدقہ دینا عزیمت ہے اور یہ کام نہ کرنا رخصت۔ وتر کی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو رکعتیں باختلاف انواع سب درست ہیں اور یہ اختلاف ایسا ہے جیسے نماز میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وبارک وسلم نے کوئی سورۃ پڑھی کبھی کوئی۔ خرگوش کے استعمال میں اگر کوئی کراہت کی دلیل پیش کرے (گو دلائل پیش شدہ صحیح نہیں ہیں) تو اس کا کھانے والا اباحت اصلی کو بعد تسلیم تعارض مرجح کہہ سکتا ہے۔

مومن کا عمداً قتل ابدی سزا کا سبب ہے اور قاتل کا سچا ایمان اور رحمت الٰہیہ اور شفاعت شافعین بلکہ توبہ وغیرہ اس ابدی سزا کے مانع ہیں اور تجاذب کی حالت میں قوی کا موثر ہونا ظاہر ہے۔

فقرہ دہم۔ روزمرہ کے مسائل میں رفع یدین اور فاتحہ کا مسئلہ لو۔ جناب شیخ عبدالحق دہلوی سفر السعادت کی شرح میں فرماتے ہیں۔

علماء مذہب ما بایں مقدار اکتفا نمی کنند و گویند کہ حکم رفع (رفع یدین عند الرکوع والرفع منہ والرفع ابتداء الثالثۃ) منسوخ است وچوں ابن عمر راکہ راوی۔ حدیث رفع است۔ دیدند کہ بعد رسول اللہ صلعم عمل بخلاف آں کردہ ظاہر شد کہ عمل رفع منسوخ است واز ابن ہمام نقل فرمودہ در نماز ابتداحال اقوال وافعال از جنس ایں رفع (رفع یدین در سجدتین) مباح بودہ کہ منسوخ شدہ است پس دور نیست کہ ایں نیز از اں قبیل باشد و مشمول نسخ بود۔ انتہےٰ۔ شیخ نے نسخ کا مدار اول تو ابن عمر کے نکرنے پر رکھا دوم اس پر کہ جب سجدے کے رفع یدیں

اجماعاً منسوخ ہے تو رکوع کو جاتے اور اُٹھتے اور تیسری رکعت کی رفع بھی منسوخ ہو گی اور یہ دونوں باتیں تعجب انگیز ہیں۔ اول تو اس لئے کہ ابن عمر کا رفع نکرنا ابو بکر بن عیاش نے روایت کیا ہے اور یہ شخص معلول مختلط الخبر ہے۔ دیکھو بخاری کی جزء الرفع اور ابن معین نے تو تمام من ابن عیاش لا اصل له۔

دویم عینی نے بیہقی سے روایت کیا کہ مجاہد کی روایت (ابن عیاش والی) ربیع لیث طاؤس سالم نافع ابو الزبیر محارب بن دثار جیسے ثقون کے خلاف ہے یہ ثقہ لوگ ابن عمر سے اس رفع یدین کا کرنا نقل کرتے ہیں۔

سیوم ابن عمر سے مسند احمد میں مروی ہے انه اذا رای (ابن عمر) مصلیالم یرفع حصبه اور بخاری نے جزء الرفع میں کہا رماه بالحصی۔ بھلا جو شخص یہ تشدد کرے کہ رفع یدین نکرنے پر پتھر مارے وہ خود نکرے۔

چہارم بخاری نے جزو میں فرمایا ہے لم یثبت عن احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لم یرفع۔

پنجم ناسخ کو منسوخ کے مساوی ہونا چاہیئے یہاں ایک طرف ابن عمر کا معلول اور بے اصل اثر دوسری طرف ابن عمر سے صحیح ثابت اثر بلکہ مرفوع روایت اور بیہقی کی حدیث جناب ابو بکر سے اور دارقطنی کی عمر رضی اللہ عنہ سے بلکہ پچاس صحابہ کی روایت اور بیہقی کی وہ روایت جس میں فمازالت تلك الصلوٰة حتی لقی اللہ تعالی موجود ہے۔ اور سیوطی کا اس حدیث کو ازہار میں احادیث متواتر سے شمار کرنا۔

ششم مانا کہ ابن عمر سے عدم رفع ثابت ہے پھر کیا غیر معصوم پر صرف

یہ خیال کر کے کہ اُس نے خلاف امر مشروع نکیا ہوگا نبی معصوم کے ثابت فعل کو منسوخ کہدینا انصاف ہے اور کیا صحابی کا عدم فعل شرعی امر کا ناسخ ہو سکتا ہے۔

ہفتم صحابہ پر بڑا سوء ظن ہے کہ اُنہوں نے منسوخ حدیث رفع یدین کو بیان کیا اور ناسخ کی روایت نکی۔

ہشتم جایز ہے کہ ابن عمر نے رفع یدیں کو عزیمت خیال فرمایا اور عدم رفع کو رخصت اور رخصت پر عمل کیا۔

نہم۔ قیاس نص کا ناسخ نہیں ہوتا۔

دہم یہاں اصل یعنی سجدے کی رفع یدین کو منسوخ کہنا ہی صحیح نہیں فرع یعنے نسخ رفع عندالرکوع والرفع عندالرفع منہ وعندالثالثہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔

فائدہ۔ ابن زبیر سے یہ رفع ثابت ہے۔ اور نسخ کی روایت ان سے بالکل ثابت نہیں ایسا ہی ابن مسعود سے نصًا نسخ ثابت نہیں دوسری بات کی غلطی سجدتین کی رفع نسائی میں مالک بن حویرث سے۔ ابوداؤد میں عبداللہ بن زبیر سے۔ جسکی تصدیق ابن عباس نے کی۔ ابن ماجہ میں ابوہریرہ سے موجود ہے۔ ان روایات پر جو کچھ کلام ہے اسکا محل اور ہے اور سجدتین کی رفع۔ انس۔ ابن عمر۔ ابن عباس۔ حسن بصری۔ عطا۔ طاوس امام مالک۔ شافعی کا مذہب ہے۔ اگر اجماعًا یہ رفع منسوخ ہوتی تو یہ خلاف کیوں ہوتا۔

دوم اثبات کی روایات کو ایسی جگہ نفی کی روایات پر خواہ مخواہ ترجیح حاصل ہے۔

سوم ثقہ کی زیادتی مقبول ہونے میں جمہور کا اتفاق ہے اور سجدتین کی رفع ثقات کی زیادتی ہے۔

چہارم جن لوگوں نے نفی کی روایت کی ہے انکی روایت اس لئے مضر نہیں کہ یہ رفع یدین سجدتین کے وقت رسول اللہ صلعم نے کبھی ترک کی اور راوی نے رفع یدین کرتے نہ دیکھا اس لئے عدم رفع کی روایت کردی۔ حنفیہ نے ترک فاتحہ خلف الامام پر اجماع صحابہ کا دعوے کیا ہے ابطال دعوے اجماع کی تفصیل کا محل نہیں انشاء اللہ کسی اور جگہ مذکور ہوگا۔

صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ترمذی نے عبادہ کی حدیث میں کہا ہے کہ اکثر اہل علم صحابہ کرام سے فاتحہ خلف امام کے وجوب پر ہیں اور بخاری نے جزء القراۃ میں فرمایا ہے بے شمار تابعین قرأت خلف الامام کا فتوے دیتے تھے۔

ولم یکن احمد یقدم علی الحدیث الصحیح عملا ولا رایا ولا قیاسا ولا قول صاحب ولا عدم علمہ بالخلاف الذی یسمیہ کثیر من الناس اجماعا و یقدمونہ علی الحدیث الصحیح وقد کذب احمد من ادعی الاجماع ولم یسوغ تقدیمہ علی الحدیث الثابت وکذلک الشافعی ایضا نص فی رسالۃ الجدید علی ان ما لم یعلم فیہ الخلاف فلیس اجماعا و نصوص رسول اللہ صلعم عند الامام احمد وسایر ائمۃ الحدیث اجل من ان یقدم علیہا توھم اجماع مضمونہ عدم العلم بالخلاف ولو ساغ تعطلت النصوص وساغ لکل من لم یعلم مخالفا فی حکم مسئلۃ ان یقدم جھلہ بالمخالف علی النصوص فھذا ھو الذی انکرہ الامام احمد والشافعی من دعوی الاجماع لا یظن بعض الناس انہ استبعاد لوجودہ۔

...... فقرہ۔ سورہ کافرون میں لکم دینکم ولی دین کا جملہ عام لوگوں کی زبان پر منسوخ ہے اور فی الواقع منسوخ نہیں کیونکہ دین کے معنے لغت میں جزا اور سزا کے ہیں پس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ جس کو تم پوجتے ہو ہم اُسے نہیں پوجتے اور جس کو ہم پوجتے ہیں تم نہیں پوجتے تم کو تمہاری سزا ہے اور ہم کو ہماری جزا دیکھو حماسہ ولم یبق سوی العدوان دناھم کما دانوا ورد کما تدین تدان مشہور ہے اور اگر دین کے مشہور معنے لیں تب آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ ہرگاہ تم باز نہیں آتے اور صرف سچے معبود ہی کی پرستش نہیں کرتے اور بتوں کی پرستش کرتے ہو تو ہم بھی وہ کریں گے جو ہمارے دین میں ہے کہ تم سے بجہاد پیش آویں گے۔ غرض آیت جہاد کی مانع نہیں۔

فقرہ عزیزمن خاتمہ خط پہ ایک ضروری فائدہ لکھہ کر خط کو اب ختم کرتا ہوں۔

فائدہ حدیث یا قرآن کریم کے موافق ہے یا قرآن کی تفسیر ہے یا ایسے حکم کی مثبت ہے جس کا ذکر ہمیں قرآن کریم میں معلوم نہیں ہوا پس جو حدیث صحیح ہمیں زائد علی کتاب اللہ نظر آئے وہ نبی کریم کا استنباط ہی قرآن کریم سے ہمارے فہم سے بالاتر ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ وما اتاکم الرسول فخذوہ۔

دیکھو حدیث سے بھتیجے کا نکاح اسکی پھوپی پر اور بھانجے کا اسکی خالہ پر حرام ہے۔ حدیث سے رضاعت کی حرمت نسبتی حرمت کی طرح ثابت ہی حالانکہ قرآن کریم میں۔ احل لکم ما وراء ذالکم عام موجود ہے۔ وطن میں رہن کا رکھنا جدہ کو وارث بنانا بنت الابن کو سدس دلانا حائض پر روزہ نماز چند روز موقوف سمجھنا۔ نہایت ضیعف خبر سے بنیۃ التمر

کے ساتھہ وضو کر لینا حالانکہ قرآن میں پانی نہو تو تیمم کا حکم ہے ادنی مہر کے
لئے مفلس سے مثال کیلئے دس درہم معین کرنا لا یرث المسلم الکافر پر عمل
کرنا چور کا پانوں کاٹنا حالانکہ قرآن میں ہاتھہ کاٹنا مذکور ہے۔ طواف میں قیاسا
طہارت کی شرط کا ایزاد کرنا حالانکہ قرآن مطلق ہے مغمی علیہ سے اعمال حج
دوسرا ادا کر دے اسے جائز قرار دینا حالانکہ صوم عن المیت میں ان لیس
الانسان الا ما سعی کا عذر ہے عاقلہ پر دیت کا حکم لگانا ولا تزر وازرة
وزر اخری کا خلاف بجالانا نہایت ہی ضعیف حدیث سے نماز میں ہنسنے کو
ناقض وضو جاننا اور اونٹ کے گوشت کھانے کو ناقض نماننا ضعیف
خبر سے غسل جنابت میں مضمضہ و استنشاق کو فرض کر دینا یا اینکہ
وضو میں مضمضہ و استنشاق کی فرضیت سے انکار ہے
موزہ پر مسح کرنے میں جواز کا فتوے اینکہ عمامہ پر
مسح سے انکار ہے۔ اور حدیثیں دونوں کی مساوی
ہیں اور ایسی ہی صدہا جگہ احادیث سے قرآن
پر ایزاد مانا اور کہیں انکار کرنا ۔ اور مقدام
بن معدیکرب کی اس حدیث پر خیال کیا
جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا الا انی اوتیت القرآن ومثله
معه الا یوشک رجل شبعان
علی اریکته یقول علیکم
بهذا القرآن الا لا یحل
لکم ... ذی ناب من السباع ولقطة معاهد
... حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب ...

دوسرا خط ایک شیعہ دوست کے نام

ابواسامہ۔ نورالدین سے اس کے دوست (ع۔ ح) کو السلام علیکم دیں ایک ایسی تسلی ہے جو اکراہ کا ثمرہ نہیں ہوسکتا تیرہ سو برس کے جھگڑے ایک خط میں طے ہوں محال ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کا بہت پڑھنا جمعیت اور طمانینت کا موجب ہے۔ میرا حال پوچھتے ہو میں کس مشرب کا ہوں سنو۔ ابتدا تمیز سے اس وقت تک قرآن کریم و اہل حدیث کی جماعت میں شامل ہوں واُرجو من اللہ ان اموت واحشر فی حبہم انشاء اللہ تعالیٰ یہہ وہ لوگ ہیں جنکی وساطت سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال اور احوال پر واقف ہوئے یہی ہیں جنہوں نے قدریہ جہمیہ شیعہ خوارج سے حفظ اور عدالت کو دیکھ کر روایت لینے میں بے جا تعجب نہیں کیا روایت میں جب صحت کی راہ دیکھی پھر اخذ روایت میں ہٹ دہرمی نہیں کی اس حزب الٰہی کی عمدہ کتاب بعد کتاب اللہ بخاری کی صحیح ہے۔ شیعہ کے ایک ممتاز متکلم نے استقصا میں اس کتاب اور اس کے مصنف پر قدح کرنے میں بڑے زور لگائے الا اُس خیرخواہ اسلام پر جھوٹ اور بہتان کا الزام نہیں لگا سکا اُس کی کسی راوی پر اگر جرح کی ہے تو یہ ثابت نہیں کر سکا کہ بخاری ایسے راوی کی روایت شواہد میں نہیں لایا بلکہ اصل مسئلہ کے اثبات میں لایا ہے یا اس روایت کو بخاری بدون معاضد چھوڑ گیا۔ پھر آپ جانتے ہیں صراف تو کھوٹا کھرا پہچان سکتا ہے۔ آپ تشئید المطاعن کی چار جلدیں میرے مطالعہ کے لئے مرحمت فرمائیں۔ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے کتاب کو بغور دیکھا سچ کہتا ہوں کہ علامہ مصنف نے صرف نکتہ چینیوں پر

وقت صرف کیا ہے اور کئی ضروری باتوں پر توجہ نہیں فرمائی۔ مثلاً سوچو کہ قرآن کریم میں آدم علیہ السلام جیسے خلیفہ کو عصی کا فاعل اللہ تعالے نے بنایا ہے اور حضرت خاتم الانبیا امام الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم کو استغفر لذنبک کا مخاطب کیا حضرت کلیم کے ایک اقرار کو انا من الضالین کے الفاظ سے بیان کیا مومن ہمیشہ ان الفاظ کی توجیہات کرتے ہیں اور ان الفاظ کو سنکر انبیا کی عصمت میں شک نہیں کرتے اور کوئی مسلمان وہم بھی نہیں کرتا کہ یہ حضرات خلافت عظمی اور امامت کبری کے قابل نہ تھے یا عصیان یا ذنب یا ضلالت کے سبب معزول ہو گئے۔ موسی اور خضر کا قصہ قرآن میں موجود ہے وہاں دیکھو خضر بظاہر ملزم تھے الا اصل اسباب پر جب اطلاع ہوئی تو معلوم ہوا کہ بالکل بری ہیں۔ پھر تم جانتے ہو کہ اجتہادی غلطیاں اجر کا موجب ہی ہوتی ہیں مشورہ اگر عیب ہے تو وشاورھم میں تامل کیجئے سنو سنو نہایت کا کمال چاہیئے ہدایت کا نقصان کچھ ضرر نہیں دے سکتا سلف کا کیسا سچا فقرہ ہے۔ ان الذنوب قد یوصل الجنۃ والعبادۃ قد تدخل النار کیا معنے معاصی سے کبھی توبہ کی راہ کھلجاتی ہے اور عبادت سے کبھی انسان کبر اور عجب میں مبتلا ہو کر بالکل تباہ ہو جاتا ہے امام کا اگر معصوم ہونا اس لئے شرط ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو عام لوگ غلطی میں مبتلا نہوں تو آپ جانتے ہیں صرف امام کی عصمت سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ امام کے اہلکار اور اس کے ملکوں پر چھوڑے ہوئے حکام نہ معصوم ہونے ضرور ہیں اور نہ انکا منصوص ہونا شرط ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کے نواب اور عمال ہی کو دیکھ لو پس مناط حکم میں انسے غلطی کا وقوع ممکن ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اکثر لوگ امام تک نہیں پہونچ سکتے کل کا پہونچنا کیونکر ہو سکتا ہے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ صرف امام کی عصمت سے جبتک اس کا تسلط نہو اور ظاہری حکم نہو لوگوں کو فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے صاحب الزمان علیہ السلام کی حالت ملاحظہ کرو۔ آپ جانتے ہیں کہ شخصی معاملات اور منزلی انتظامات کے واسطے ہر ہر شخص کو ہر وقت کے جزئیات کے لئے امام سے رجوع کرنا صریح محال ہے اگر کلیات سے جزئیات لے گا تو ضرور ہی اجتہاد میں غلطی کرے گا پس جس غرض پر عصمت اور امامت کو شیعہ امامیہ ثابت کرتے ہیں صرف اسی سے دنیا میں اصلاح کا قایم ہونا معلوم کیا معنے اگر باریتعالی اصلاح چاہتے تھے تو بقول آپکے باری تعالی پر واجب تہا کہ امام کو تسلط دیتے۔

دوسری بات جس کو فروگذاشت کیاہی ہے کہ مہاجرین رضؓ کے حق میں لاکفرن عنہم سیاٰتہم ولادخلنہم جنتٍ تجری قرآن میں موجود ہے بہلا جن لوگوں کی نسبت کفارہ اور جنت میں لے جانے کا وعدہ ہو وہ ابدی سزا پائیں واللہ عقل نہیں مانتی۔ سنو سنو سنو مکفرات ذنوب بہت ہیں۔ اول خالص توبہ دوم استغفار سیوم اعمال صالحہ چہارم مومن کی دعا پنجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ششم آپ کی شفاعت ہفتم اہوال وصدمات جو مابعد الموت طاری ہوتے ہیں ہشتم وہ اعمال اور صدقات جن کا اثر میت کو پہونچنا شرع سے ثابت ہی جیسے میت کی طرف سے روزہ رکہنا حج کرلینا میت کی اولاد صالح میت کا وہ علم جس کا نفع جاری ہے نہم دنیویہ صدمات دہم کرب قیامہ یازدہم اقتصاص عند المیزان۔ دوازدہم صدق توحید۔ سیزدہم رحمت ارحم الراحمین جسکی سبقت غضب پر منصوص ہے علامہ مصنف نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اگر صحابہ سے معاصی سرزد ہوئے تو کیا مکفرات ان کے لئے محال ہو گئے تھے۔ نہیں نہیں نہیں ابوبکر کی نسبت آپکا یہ الزام کہ ان میں حزن اور خوف تہا اور یہ بات شجاعت کے

خلاف ہے غار کی آیت میں انکو صاحب کہا گیا جیسے فرمایا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا اور صاحب ہونا اہل نار کی نسبت آیا ہے بہلا خایف بزدل حزن والا صاحب خلافت کے لائق ہے۔ سچ کہتا ہوں قرآن ہی وہ کتاب ہر جس کو شفاء لما فی الصدور کہنا بالکل سچ ہے اب اس وہم کی دوا سنو موسے علیہ السلام نے اللہ جل شانہ کے سامنے۔ اقرار کیا فاخاف ان یقتلون اور یعقوب علیہ السلام نے فرمایا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ اور سبحانہ وتعالی حضرت امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کو صاحب کا خطاب دیکر فرماتا ہے وما صاحبکم بمجنون۔

جس حالت میں ان اولوالعزم کو خوف اور حزن اور صاحب ہونے نے امام اور رسول اللہ اور نبی ہونے سے نہیں روکا اور مطعون نہیں کیا تو ابو بکر کو خلافت سے کیون بہر مور مانع ہوئے اور کیوں مطعون کیا۔

اور یہ وہم اور خلاف واقع الزام کہ معاذ اللہ شیخین منافق تھے یہ نہایت ہی غلط ہے جس حالت میں وہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کیساتہہ ہوے جانتے ہو اس وقت جناب کی کیا حالت تہی اور ایسی ابتدائی حالت میں ساتہہ دینا کس بہادر اور محب کا کام ہے اور پہر غور کرو اور سوچو اس نے اپنی خلافت کے وقت کفر کے کونسے مسئلہ کی اشاعت کی اپنی قوت اور سطوت میں کفر کی رسوم میں کسکو پہیلایا پہر کیا اپنی اولاد کو جانشین بنانے میں کوشش کی اپنی قوم کے حقوق مقرر کئے۔ سنو اکثر صحابہ کو اگر منافق کہو گے یا کافر معاذ اللہ تو دین پہونچنے کا سلسلہ مفقود ہو جائے گا کیونکہ بقول آپکے صحابہ دو گروہ ہوں گے ایک وہ جم غفیر اور سواد اعظم جو غاصبون اور ظالمون اور منافقوں کا مجموعہ ہے اور ہمارے نزدیک اور فی الواقع جس کے سبب تمام عرب درست ہو گئے فارس اور شام اور روم اور

مصر ہیں وہ بات پھیلی جس کی تصریح ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی ہیں
ہی اور جس نے کفار ہی سے لڑائی کی- اور دوسرا وہ جو تقیہ کو فرض کہے پہلے
سلسلہ کی ہر ایک روایت اگر قابل عمل نہیں تو دوسرے کی ہر بات میں یہہ
شبہ ہے کہ شائد یہ بات بڑے گروہ کے خوف سے کہی یا اپنے مریدوں کے
بھاگ جانے کا ڈر تہا اس لئے وہ بات کہی اور قرآن بزعم تمہارے خود بے ترتیب
پھیلا- معاذ اللہ دیکھو کیسی غلطی ہے-

اپنے اہل بیت کی مدح پر زور دیا ہے- بتاؤ تو سینوں میں کون ہے
جو امیر علیہ السلام اور اُنکی اولاد کو بزرگ نہیں جانتا کیا اِنکے مناقب ہماری
حدیث کی کتابوں میں بہ بسط تمام موجود نہیں- اگر احادیث صحیحہ کو بیان کرتے
تو کیا انمیں کمی تہی- نہیں نہیں- آیۃ تطہیر سے اس مضمون کی وہ تسکین کہاں
جو آپ چاہتے ہیں سنو سنو سنو- اہل بیت کا لفظ قرآن میں کل تین جگہ آیا ہے
اوّل بارہویں سپارہ میں دیکھو سورہ ہود قالوا اتعجبین من امر اللہ
رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت دوّم بیسویں سپارہ میں دیکھو سورہ
قصص وحرمنا علیہ المراضع من قبل فقالت ھل ادلکم علی اھل بیت
یکفلونہ لکم اور بائیسویں سپارہ میں دیکھو سورہ احزاب وقرن فی
بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ وآتین
الزکوٰۃ -

واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطہرکم تطہیراً واذکرن مایتلیٰ ان تین جگہ کے سوا
قرآن میں اہل بیت کا لفظ نہیں آیا پہلی دو جگہ میں صریح ہی بیان باتفاق
مادوشما اہل بیت میں شامل ہیں- اور تیسری آیۃ کا ماقبل اور مابعد دیکھو او

انصاف کا خون نکرو تو بیبیوں ہی کو خطاب ہے پہر آپ نے بیبیاں ہی اہل بیت سے نکال دیں۔ یاد رکہو کم کا لفظ اہل کے لحاظ سے یا شمول کے لحاظ سے ہے میرے ایک شیعہ جلیس نے ایکدفعہ جواب دیا کہ آیتہ میں ترتیب عثمانی نی یہ نقصان دیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم ایسا بُرا عذر نکروگے کیونکہ جیسا گذرا حدیث میں وہ بے اعتباری تہی پہر اس صورت میں قرآن ہی قابل اعتبار نہیں رہتا دوم عجم ہی گئے گذرنے زمانے میں ہزاروں حافظ ہیں اور میرے جیسے کم ذہن باہمہ کثرت شواغل سال میں یاد کرسکتے ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ عربوں نے جنکے حافظ کو مورخ بالاتفاق مان چکے ہیں باہمہ فہم فصاحت و بلاغت قرآن کو تئیس برس میں یاد نکیا ہو۔ پہر ایسے وقت جب اسلام میں داخل ہونے والوں کو ابتدائی جوش تہا پہر یہ بات ہی عقل میں نہیں آتی کہ شیعہ کے ہزاروں مصنف اور داعی اپنی تصانیف کو اپنے خیالات کو دنیا میں پہیلادیں اور قرآن جیسی ضروری چیز کو صاحب الزمان غار میں لے کر کالعدم کردیں پہر یرید کا لفظ آپکے مطلب کو پورا نہیں ہونے دیتا دیکہئے ان آیات کو یرید اللہ بکم الیسر۔ حالانکہ سب لوگ یسر میں نہیں واللہ یرید ان یتوب علیکم اور سب تائب نہیں اصل بات یہ کہ ارادہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک شرعی اور ایک کونی ارادہ بمعنی کسی چیز کا ارادہ ظاہر کرنے سے اس چیز کی پسندیدگی ثابت ہوتی ہے اور آپنے جو انفسنا و انفسکم کی تفسیر فرمائی ہے وہ اس وقت تسلی بخش تہی اگر ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیراً اور لاتقتلوا انفسکم۔ اور تقتلون انفسکم ولاتلمزو انفسکم کی تفسیر ہی مجہے یاد نہوتی اور حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین میں آپ نے عطف کے کرنے میں سخت غلطی کی ہے یہ من اتبعک حسب کا مفعول ہے اور کاف پر معطوف ہے ای حسبک ومن اتبعک اللہ جناب حکیم مہدی صاحب نے فقیر سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ امیر علیہ السلام کی

بلا فصل- امامت کو قطعی الدلالہ نص سے ثابت کردیں گے اُن سے عرض کردیجیے
قبل از ارقام مسئلہ ان کلمات کو دیکھہ رکھیں تشبیہ المطاعن کے ع۴۷ میں ہے
اکثر احکام از قرآن مستنبط نمی شود وآنچہ مستنبط می شود در غایتہ اجمال و اشکال وتشابہ
است و اختلاف عظیم در فہم احکام از انہا شدہ بعض گفتہ اند محکم ترین آیات کریمہ
آیتہ وضو است و قریب بصد تشابہ در انست و در قرآن ناسخ و منسوخ محکم تشابہ
ظاہر و ماول عام خاص مطلق مقید وغیر اینہا است پس چگونہ کتاب خدا برای
رفع اختلاف کافی باشد انتہی- وقال قال علیؑ انا کلام اللہ الناطق و ہذا کلام اللہ الصامت
ترتیب عثمانی کا بگاڑ مزید برآں رہا یہ قرآن غیر ذی عوج اور عربی مبین کا آپکے ہاں
حال ہے جسکو خدا نے اختلاف مٹانیکو نازل کیا قال اللہ وانزل معہم الکتاب بالحق
لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ اور خدائی کتاب کا ناطق ہونا اس آیت سے ثابت ہے
ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق اور کلام اللہ الناطق علیہ السلام کے اقوال کی حجیت کا
یہ حال ہے کہ تقیہ کا احتمال آپکی ہر ایک کلام میں موجود ہے دیکھو تہذیب الاحکام میں
ابو جعفر طوسی نے جناب امیرؑ سے روایت کی قال علیہ السلام حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الحمر الاہلیۃ و نکاح المتعۃ شیعہ علما کہتے ہیں تقیہ کے باعث کہا ہے- اور حدیث
من مات ولم یعرف امام زمانہ احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہی نہیں پھر
اس میں تخصیص امام اور عدم فصل کا ذکر نہیں پھر باتفاق ما وشما اس زمانہ کے امام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن امام ہے اور کتاب کا امام ہونا من قبلہ کتاب موسیٰ اماماً میں
دیکھیئے- عبقات میں حدیث غدیر پر زور دیا ہے الا مصنف ہر سلسلہ سند میں صرف ایک راوی
کی مدح کسی کتاب سے نقل کرتا ہے پھر مادح کی مدح پھر اسکی کتاب کی مدح میں تطویل کرتا ہے
تمام کتاب میں سند کے کل رجال کا حال نقل نہیں کرتا یہیں پہ دھوکہ ہے یا دھوکہ دیتا ہے واللہ اعلم فقط ابو اسما نور الدین سنہ ۱۳۱۳ھ

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْیَارُ اَھْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

تنبیہ

جس پیغام کو ہم اس وقت اپنے عزیزان ملک کے پاس اس رسالہ کے ذریعہ سے پہونچانا چاہتے ہیں اُس کی نسبت ہمیں انبیاء علیہم السلام کے قدیم تجربہ کے رو سے یہ ثابت ہے کہ سردست اس ہماری ہمدردی کا قدر یہی ہوگا کہ پھر دوبارہ ہم اسلام کے مولویوں اور عیسائی مذہب کے پادریوں اور ہندو مذہب کے پنڈتوں سے گالیاں سُنیں اور طرح طرح کے رنج دہ خطابوں سے یاد کئے جاویں اور ہمیں پہلے سے خوب معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا لیکن ہم نے نوع انسان کی ہمدردی کو اس بات سے مقدم رکھا ہے کہ عام بد زبانی سے ہم ستائے جائیں کیونکہ باوجود اس کے یہ بھی احتمال ہے کہ ان صدہا اور ہزارہا گالیاں دینے والوں میں سے بعض ایسے بھی پیدا ہو جائیں کہ ایسے وقت میں کہ جب آسمان پر سے ایک آگ برس رہی ہے بلکہ اگلے جاڑے میں تو اور بھی زیادہ برسنے کی توقع ہے اس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور اس اپنے ناصح شفیق پر جلد ناراض نہ ہوں اور جس نسخہ کو وہ پیش کرتا ہے اس کو آزمالیں کیونکہ اس ہمدردی کے صلہ میں کوئی اجرت یا پاداش اُن سے طلب نہیں کی گئی محض سچے خلوص اور نیک نیتی سے انسانوں کی جان چھوڑانے کے لئے ایک آزمودہ اور پاک تجویز پیش کی گئی ہے پس جس حالت میں لوگ بیماریوں میں علاج کی غرض سے بعض جانوروں کا پیشاب بھی پی لیتے ہیں اور بہت سی پلید چیزوں کو استعمال کر لیتے ہیں تو اس صورت میں ان کا کیا حرج ہے کہ اپنی

جان چھوڑانے کے لئے اس پاک علاج کو اپنے لئے اختیار کرلیں اور اگر وہ نہیں کریں گے تب بھی بہر حال اس مقابلہ کیوقت میں ایک دن اُن کو معلوم ہوگا کہ ان تمام مذاہب میں سے کونسا ایسا مذہب ہے جس کا شفاعت کرنا اور منجی کے بزرگ لفظ کا مصداق ہونا ثابت ہو سکتا ہے - سچے منجی کو ہر ایک شخص چاہتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے پس بلا شبہ اب دن آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے ہم مسیح ابن مریم کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر + لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ اعلم - مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا یہ اُسپر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا - حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر -

خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے - آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

+ یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے - یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالے کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسی علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلی ہوں کیونکہ اللہ تعالے نے انکی نسبت

فرمایا ہے وَجِیہًا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین جس کے
یہ معنے ہیں کہ اُس زمانہ کے مقربوں میں سے یہ بھی ایک تھے اس سے
یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سب مقربوں سے بڑھکر تھے بلکہ اس بات
کا امکان نکلتا ہے کہ بعض مقرب ان کے زمانہ کے ان سے بہتر
تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آئے تھے
اور دوسرے ملکوں اور قوموں سے ان کو کچھ تعلق نہ تھا پس ممکن بلکہ
قریب قیاس ہے کہ بعض انبیاء جو لَمْ نَقْصُصْ میں داخل ہیں وہ اُن
سے بہتر اور افضل ہوں گے اور جیسا کہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آخر
ایک انسان نکل آیا جس کی نسبت خدا نے عَلَّمْنٰہُ من لدنا علما فرمایا
تو پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت جو موسیٰ سے کمتر اور اس کی شریعت کے
پیرو تھے اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے اور ختنہ اور مسائل
فقہ اور وراثت اور حرمت خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع
تھے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالاطلاق اپنے وقت کے تمام راستبازوں سے بڑھکر تھے
جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ نخواہ خدائی صفات
انہیں دی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر ان کو اوپر
اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھادیں یا عرش پر بٹھادیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنے
والا قرار دیں تو ان کو اختیار ہے۔ انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑدے تو جو چاہے کہے اور
جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں
ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا
کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے
سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی
اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے
اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی
یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل
ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابل اسکے یہ ثابت
نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں
یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اس کے معنے نادان لوگ نہیں سمجھتے اصل بات